حضور مفتئ اعظم ایک ہمہ جہت شخصیت

مولانا بہاء المصطفیٰ قادری مصباحی

مدرس دار العلوم منظر اسلام، بریلی شریف

صبح کا وقت ہے شہنشاۂ علم شریعت وطریقت اپنے آراستہ دربار میں مسند رشد وہدایت پر جلوہ افروز ہے۔معتقدین و متوسلین قرینہ سے دست بستہ ایک نگاہِ التفات کے منتظر ہیں۔اتنے میں ایک آنے والا خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوتا ہے۔مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا دست بوسی ہورہی ہے۔ارشاد ہوا کہاں سے آنا ہوا؟ عرض کیا کربلا سے حاضر ہوا ہوں۔اتنا سننا تھا کہ زائر کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا کب گئے تھے کب آنا ہوا؟ عرض کی ابھی ابھی حاضر ہوا ہوں۔میرا مکان محلہ باقر گنج میں کربلا(مصنوعی) کے پاس ہے۔یہ سنتے ہی آپ نے لاحول پڑھا اور فرمایا کربلا شریف تو صرف عراق میں ہے۔اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بعض مقامات کے اسماء ایسے ہیں ان مقامات کے نام پر دوسری جگہ کا نام رکھنا درست نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ متبرک و مقدس جگہ سے آنے والا بھی محترم و مقدس ہو جاتا ہے۔اس شہنشاہ کو دنیا تاجدارِ اہل سنت، آبروئے سنیت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتیٔ اعظم کے نام سے جانتی پہچانتی ہے جن کے علم و فضل کا ابر کرم آج بھی دنیا پر ٹوٹ ٹوٹ کر برس رہا ہے۔

ایک روز کا واقعہ ہے ایک صاحبِ دل آئے اور نماز حضرت کے ساتھ رضا مسجد میں متعین امام کی اقتدا میں ادا کی بعد نماز جب حضرت اپنی مسند پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ صاحبِ دل کہنے لگے حضور آپ کی مسجد کے امام بھی خوب ہیں نماز پڑھا رہے تھے کہ نماز کی حالت میں بازار میں گھوم رہے تھے۔اس پر حضرت نے مسکرا کر فرمایا آپ کیوں امام کے پیچھے پیچھے کبھی اس جوتے کی دکان کبھی اس جوتے کی دکان کا چکر لگا رہے تھے۔امام صاحب سے دریافت کرنے پر انکشاف ہوا کہ مجھے جوتے لینے تھے نماز میں خیال آگیا کہ کہاں سے اور کس کمپنی کا جوتا لینا چاہیے۔ماشاء اللہ حضرت کا کیسا کشف تھا کہ امام تو امام مقتدی کے احوال سے بھی آگاہ ہو جاتے تھے۔

کشف کا تو یہ حال تھا کہ ۱۹۶۶ء میں گھوسی قادری منزل میں تشریف لائے۔مخدومہ والدہ ماجدہ اس وقت حرمین طیبین کی زیارت کے لئے برادرِ مکرم حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب کی ہمراہی میں گئی ہوئی تھیں۔گھر پر میں تھا اور بڑی ہمشیرہ، دوپہر کا کھانا ہمشیرہ نے تیار کیا اور دسترخوان پر چن دیا گیا۔حضرت نے خوب شوق سے مزے لے کر تناول فرمایا کھانے سے فراغت پر کھانے کی خوب تعریف کی اور فرمایا عائشہ بیٹی نے اپنی والدہ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی کھانا خوب مزیدار بنایا ہے۔یہ سن کر میرے دل میں خیال آیا کہ جب اتنی تعریف ہو رہی ہے تو کچھ انعام بھی ملنا چاہیے میرے دل میں ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ مسکرا کر میری طرف دیکھا اور صدری کی جیب سے پانچ روپے کا

نوٹ نکال کر مجھے دیا کہ یہ عائشہ کو میری طرف سے مزید ار کھانا تیار کرنے کا انعام دے دو۔ یہ دیکھ کر میں انگشت بدنداں رہ گیا کہ ہمارے حضرت کا کتنا قوی کشف ہے کہ دل کے خطرات پر بھی فوراً مطلع ہو جاتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ہے جس سے مسلمانوں کی حقیقی شان اور ان کے داعیٔ حق ہونے کا اظہار ہوتا ہے تم میں سے جو کوئی بُرائی دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے۔ اگر ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اس کی بُرائی بیان کرے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں اس کو بُرا سمجھے یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

آپ امر بالمعروف اور حق گوئی میں کسی کی رورعایت نہیں کرتے تھے۔ آپ اس وصف میں اپنے اہلِ زمانہ میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ یہ ناممکن تھا کہ کوئی غلط کام آپ کے سامنے ہو جائے اور حضرت اس کی اصلاح نہ فرمائیں۔ ایک بار ضلع گونڈہ کی کسی بستی میں جانا ہوا قیلولہ کے بعد نمازِ ظہر کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ میں نے وضو کرایا اور جلدی سے اندرونِ مسجد جا کر چٹائی وغیرہ جھاڑنے لگا ایک تو گاؤں کی مسجد اس پر مستزاد خزاں کا موسم۔ حضرت نے اندر تشریف لاتے ہی لا حول، لاالہ الا اللہ، استغفر اللہ۔ ہزار بار استغفر اللہ پڑھنا شروع کر دیا۔ میں نے گھبرا کر حضرت کی طرف نظر کی حضرت نے فرمایا دیکھو مسجد کی دیوار پر کیا لکھا ہے۔ دیکھا کلمہ شریف یوں لکھا ہوا تھا "لاالہ اللہ محمد الرسول "اول نظر میں تو میں نہ سمجھ سکا مگر جو غور سے پڑھا تو عقدہ کھلا یہ تو صریح کفری معنی کو مستلزم ہے ہمراہ حافظ افتخار صاحب گونڈوی اور ایک دوسرے صاحب بھی تھے۔ جب تک اس کے رسم الخط کی تصحیح نہ کرالی اُس وقت تک نماز ادا نہ کی۔

ایک بار باسنی ضلع ناگور (راجستھان) کسی معتقد رئیس کے لڑکے کی شادی میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب مجلسِ نکاح میں تشریف لائے دولہا ٹائی باندھے بیٹھا ہوا تھا۔ دیکھتے ہی جلال میں آ گئے اور اسی حالت میں ٹائی پکڑ کر جھنجھوڑنا شروع کر دیا اور فرماتے جاتے "لاحول ولا قوۃ، لاالہ الا اللہ" یہ حرام ہے حرام جب تک ٹائی اتروا نہ لی اس وقت تک نکاح پڑھانے نہ دیا۔ اس کا دولہا پر یہ اثر ہوا کہ اس نے اس کے بعد کبھی ٹائی نہ باندھی اور نیک و پرہیز گار بن گیا۔ آپ اپنے دور میں اس حدیث کے مظہر اتم تھے تم میں سے جو کوئی بھی برائی دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے الخ۔ سچ ہے

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مبارک پور میں ۱۹۷۲ء میں اشرفیہ کی جانب سے ایک تعلیمی کانفرنس ہوئی تھی۔ بریلی شریف سے ہمراہ خدمت کے لئے میں گیا تھا جس میں بسکھاری والے سید بابو میاں کا واقعہ پیش آیا تھا۔ اس کا چشم دید میں بھی گواہ ہوں مبارک پور سے بلیہ جانا ہوا جلسہ میں استاذی واستاذ العلماء حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ بھی تشریف فرما تھے۔ درمیانِ تقریر حضور حافظ ملت نے فرمایا سیدی سرکارِ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے میرا یہ بچہ ولی ہے ولی۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے قسم کھا کے فرمایا اگر حضور مفتیٔ اعظم مادر زاد ولی نہیں تھے تو مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے سے یقیناً ولایت کے مقام پر فائز ہو گئے۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

مسائل میں علماء وفقہاء آپ ہی کی جنبش لب کے منتظر ہوتے۔ فقہ کا کون سا باب ہے جس میں آپ کو پورا ادرک اور علم حضوری نہ تھا۔ امام احمد رضا نے اپنے شہزادے کو پورے علم سے آراستہ کر کے باقاعدہ فتویٰ نویسی کی خصوصی تعلیم وتربیت دی اور امام احمد رضا قدس سرہ کو حوالہ کے لئے کسی عبارت کی ضرورت ہوتی تو وہ کتاب نکال کر حوالہ کی نشاندہی کرتے اور امام احمد رضا کی خدمت میں حاضر رہتے۔ یہی وہ خدمات تھیں جس نے آپ کو امام احمد رضا قدس سرہ کا معتمد وجانشین بنایا۔ حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہ نے ابتدائی عمر سے فتویٰ نویسی میں مشغول ہو کر پوری عمر اسی کام میں صرف کر دی۔ اللہ جل مجدہ نے آپ کو فقہ میں ایسا ادرک اور ملکہ عطا فرمایا تھا کہ پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل اول نظر ہی میں حل فرمادیتے جس پر آپ کے فتاویٰ شاہد عدل ہیں۔ مروجہ درسِ نظامی جو زمانۂ طویل سے تمام مدارس میں رائج ہے جس کے پڑھنے کے بعد فضیلت کی دستار ملتی ہے اس کے بارے میں سرکارِ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں یہ درس کہ ان بلاد میں رائج ہے احمق اسے منتہائے علم سمجھتے ہیں حاشا کہ وہ ابتدائی علم بھی نہیں اس سے استعداد آنا منظور ہے۔ رہا علم ! ہیہات ! ہیہات ! ہنوز دلی دور ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۸ رضا اکیڈمی) اس سے یہ سمجھ میں آیا کہ مفتی کے لئے درسِ نظامی کے جملہ علوم وفنون پر دسترس حاصل ہونا ضروری ہے۔ اس ضمن میں ہم حضور مفتیٔ اعظم کو یکتائے روزگار پاتے ہیں آپ کے شاگردوں کی جماعت اس پر شاہد عدل ہے۔ درسیات میں ایسی ایسی موشگافیاں فرماتے کہ عقل دنگ رہ جاتی۔ شرح مأۃ وعامل عبدالرسول جو فن نحو کی ابتدائی کتاب ہے جو مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہے اس کے حاشیے میں عربی کا مقولہ ہے "النار فی الشتاء خیر من اللہ ورسولہ" جس کا ظاہری معنی یہ ہے آگ جاڑے میں اللہ اور اس کے رسول سے بہتر ہے۔ ظاہر ہے یہ معنی کفر ہے شرح مأۃ عامل کے مطابق "من" یہاں قسمیہ ہے تو اب معنی یہ ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی قسم آگ جاڑے میں بہتر ہیں مگر اس توجیہہ پر یہ اعتراض ہے کہ اللہ کی قسم کھانا تو جائز ہے مگر رسول کی قسم کھانا جائز نہیں۔ علماء نے اپنے اپنے طور پر جوابات دیئے مگر حضرت مفتیٔ اعظم نے استفسار پر ایسا جواب دیا کہ جملہ کی صحیح توجیہ بھی ہو گئی اور تمام اعتراضات بھی اُٹھ گئے۔ حضرت نے فرمایا اس میں تعجب کی کیا بات ہے روزمرہ کے محاورے میں بولتے ہیں یہ بات منجانب اللہ ہے اسی پر اس جملہ کو سمجھئے۔ حضرت کے ارشاد سے صاف ہو گیا کہ نہ قسمیہ ہے کہ وہ اشکال ہو نہ تفصیل کے لئے جیسا کہ ذہن کو دھوکا ہوتا ہے بلکہ یہاں "من" ابتدائے غایت کے لئے ہیں۔ اس عبارت کا مطلب اب یہ ہوا اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے آگ جاڑے میں بہتر ہے۔ جب جدھر نظر ہوئی اس فن کے جواہرات ونوادرات ظاہر ہوتے چلے گئے۔

محبوبیت

حدیث شریف میں ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت فرماتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے اے جبریل میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر جبریل امین علیہ السلام آسمانی فرشتوں سے فرماتے ہیں اے فرشتو تم سب بھی اس بندے سے محبت کرو۔ پھر تمام آسمان والوں کے دل میں اس بندے کی محبت ڈال دیتا ہے پھر اس کی محبت زمین میں اتاری جاتی ہے اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ پھر زمین والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اس کی زمین و آسمان میں مقبولیت عام ہو جاتی ہے۔ میں نے ایسی مقبولیت جیسی حضور مفتیٔ

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھی نہیں دیکھی جہاں چلے گئے انسانوں کا ہجوم اکٹھا ہوگیا جب کہ پہلے سے نہ تو اعلان نہ تو اطلاع۔ بارہا کا تجربہ ہے کہ آپ رات کے کسی حصے میں باہر تشریف لے گئے صبح آستانے پر سناٹا، رات میں تشریف لاتے تو انسانوں کی بھیڑ، پروانوں کا ازدحام۔ یہ کون صور پھونک دیتا ہے کہ حضرت باہر چلے گئے یا حضرت باہر سے تشریف لے آئے۔

حاجت روائی

بندوں کی حاجت روائی آپ کا خاص وصف تھی۔ کئی کئی گھنٹے بیٹھ کر لوگوں کی حاجتوں کو سننا پھر اس کا مداوا کرنا، تعویذ کے پردے میں اپنی کرامت و محبوبیت کو چھپانا، جن مریضوں کو ڈاکٹروں نے جواب دے دیا لا علاج مرض بتایا آپ نے تعویذ دے دیا دم فرمادیا چند روز میں بھلا چنگا ہوگیا۔ اختر حسین نام کے ایک صاحب سنبھل سے آئے جن کی کمر میں ایک گانٹھ ہوگئی تھی۔ ڈاکٹروں نے کینسر تجویز کرکے آپریشن کرنا بتایا۔ اس غم میں چلنا پھرنا بند بہت لاغر ہوگئے۔ کسی طرح بریلی شریف حاضر ہوئے کیفیت بیان کی حضرت نے ہاتھ رکھ کر دم فرمایا۔ تعویذ دیا چند روز میں کینسر غائب۔ ایسے ایسے کام کے لئے تعویذ لینے آتے کہ سن کر ہنسی بھی آتی تھی مگر کیا مجال کہ حضرت کی پیشانی پر بل آئے۔ عصر کا وقت تنگ ہوگیا تھا نماز کے لئے اُٹھنے والے تھے بلکہ ایک پیر میں جوتا بھی پہن لیا تھا اتنے میں ایک خاتون لسٹر پسٹر کرتی آئیں اور بلا تمہید فریاد کرنے لگیں میاں میری لڑکی روتے روتے ہلکان ہوگئی اس کی مرغی غائب ہوگئی ہے تعویذ دے دو۔ یہ سنتے ہی سب ہنسنے لگے حضرت نے جلال میں فرمایا نماز کی دیر ہو رہی ہے میں نماز پڑھوں گا خاتون ڈر کر واپس دروازہ تک پہنچ گئیں۔ آواز دے کر بلایا اور فرمایا لوگوں نے اب یہ نکال لیا ہے کہ میاں جس پر ناراض ہو جاتے ہیں اس کا کام یقیناً ہو جاتا ہے۔

سنبھل کے ایک صاحب نے دریافت کیا تعویذ لکھنے میں کیا چال ضروری ہے۔ اگر نقش ہے بغیر چال کے پر کریں تو فائدہ نہیں ہوگا؟ مسکرا کر فرمایا فائدہ و نقصان پہنچانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ شیخ الرئیس بو علی سینا کے مطب کے قریب ایک عطار کی بھی دوکان تھی وہ بھی مریضوں کو دوا دیا کرتا تھا۔ کسی نے شیخ سے دریافت کیا وہ عطار بھی مریضوں کو دوا دیتا ہے اور آپ بھی۔ اس کی دوا سے مریض اچھے ہوتے ہیں اور مرتے ہیں اور آپ کی دوا سے بھی اچھے ہوتے اور مرتے ہیں پھر اس میں اور آپ میں کیا فرق ہے؟ آپ ہی سے علاج کرانا کیا ضروری ہے؟ اس پر شیخ نے کہا عطار کی دوا سے مریض بے قاعدہ اچھا ہوتا ہے یا مرتا ہے اور میری دوا اور علاج سے باقاعدہ اچھا ہوتا ہے یا مرتا ہے۔

صدر الشریعہ

ابی الکریم حضور صدر الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت الفت و محبت رکھتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی دریافت کرتا کہ حضور آپ کے بھائی ہیں؟ فرماتے ہم چار بھائی ہیں مزید پوچھنے پر فرماتے چوتھے بھائی صدر الشریعہ ہیں۔ یہ مجھ سے کئی بار حضرت مولانا حسنین رضا علیہ الرحمہ نے فرمایا جو سرکارِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت حسن میاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت جب پہلی بار ۱۹۴۵ء میں زیارتِ حرمین طیبین کے لئے جانے لگے تو صدر الشریعہ کو اس مضمون کا خط تحریر فرمایا۔ میں حرمین طیبین کی

زیارت کو جارہاہوں آپ یہاں تشریف لاکر اپنے گھر کی دیکھ بھال کیجئے۔اہل خانہ سے فرمادیا صدرالشریعہ سیاہ و سفید کے مالک ہیں جو چاہیں وہ ہو گا ان سے دریافت کرکے کام کیا جائے۔ جب تک حضرت واپس تشریف نہ لے آئے صدر الشریعہ بریلی شریف مقیم رہے اور تمام امور آپ ہی کی نگرانی میں انجام پاتے۔ حضور صدرالشریعہ جب باہر سے بریلی شریف تشریف لاتے خود حضور مفتیٔ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بانفس نفیس اسٹیشن تشریف لے جاتے اور جلوس کی شکل میں دولت کدہ پر لے آتے۔پورے شہر میں دھوم مچ جاتی کہ صدرالشریعہ آرہے ہیں اگر بریلی شریف میں حجۃ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود ہوتے تو آپ بھی اسٹیشن پر جلوہ افروز ہوتے، ٹم ٹم میں سوار کراتے اور دونوں شہزادگان اپنے درمیان صدرالشریعہ کو بیٹھاتے۔ حضرت مولانا مبین الدین صاحب محدث امروہوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکثر مجھ سے فرمایا کہ بریلی کے عوام کہا کرتے کہ اگر دونوں شہزادگان کو اکٹھا دیکھنا ہو تو اس وقت موقع ملتا جب صدر الشریعہ بریلی شریف تشریف لے آتے ورنہ بہت کم ایک ساتھ اکٹھا ہونے کا موقعہ ملتا۔ حضور صدرالشریعہ بھی سیدنا اعلیٰ حضرت کے دونوں شہزادگان کا بہت ادب واحترام اور محبت والفت فرماتے مگر افسوس واحسرتا کہ علم شریعت وطریقت کا یہ نیر اعظم ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء کو ہمیشہ کے لئے ہم سے روپوش ہوگیا۔

درود سلام ہو نبی مکرم ﷺ پر جو مدینۃ العلم ہیں اور سلام ورحمت ہو حضور مفتیٔ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جنہوں نے اس منبع علم سے خوشہ چینی فرمائی اور اس علم کی خوب نشر واشاعت فرماکر خود شریعت وطریقت کے گلِ سرسبد ہوگئے۔ خدا رحمت کند

☆☆☆☆☆☆